سعادت حسن منٹو کی کامیاب فلمی زندگی کا سفر

ڈاکٹر محمد نظام الدین
Mob: 9718048854
E-mail: nizamindia9@gmail.com

فطری طور پر دو جگہوں سے انسان کا خاص لگاؤ ہوتا ہے۔ ایک اس جگہ سے جہاں وہ جنم لیتا ہے اور دوسرا اس جگہ سے جہاں اسے ملازمت ملتی ہے۔ یہ دونوں مقامات ایسے ہیں جو ہر باضمیر انسان کو آخری سانس تک یاد رہتے ہیں، وہ پوری دنیا میں کہیں بھی چلا جائے، اس کے دل ودماغ میں کبھی نہ کبھی جائے پیدائش اور جائے ملازمت کی یاد آ ہی جاتی ہے۔ اردو کے عظیم افسانہ نگار سعادت حسن منٹو بھی ایسے باضمیر انسانوں میں ہیں جن کے خواب وخیال سے ممبئی اور امرتسر نہیں نکل سکے۔ امرتسر اور کشمیر سے متعلق منٹو نے جو کچھ فخریہ انداز میں کہا ہے اس پر بات چیت کبھی اور، آج کی گفتگو کا محور صرف اور صرف منٹو کا پسندیدہ شہر ممبئی اور فلم ہے۔

روزِ اول سے ہی ممبئی پر کشش اور جاذبِ نظر رہی ہے۔ اس کی چمک دمک اور فلک بوس عمارتیں سب کو اپنی طرف کھینچتی ہیں۔ وہاں نہ صرف زندگی کی آسائش اور راحت کے تمام سامان میسر ہیں بلکہ تابناک مستقبل بنانے کے تمام مواقع اور پلیٹ فارم بھی موجود ہیں۔ اسی بنا پر ممبئی جانا اور اپنے کیئر کو بہتر بنانا ہر طالب علم کا اولین خواب ہوتا ہے۔ دورانِ تعلیم سے ہی منٹو کے دل ودماغ میں البیلی اور کافر ممبئی سرایت کر گئی تھی۔ وہاں جانے کی ان کی دلی خواہش تھی لیکن کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی۔ یہ خواہش جنون اور دیوانگی کی حد تک تھی۔ دل کی تسلی کے لئے ایک بار وہ گھر چھوڑ کر بمبئی چلے بھی گئے لیکن یہ فرار ان کے حق میں نیک شگوں ثابت نہیں ہوا۔ اس کے

باوجود انہوں نے ہمت نہیں ہاری بلکہ ان کے جنون اور شوق میں دن بہ دن اضافہ ہوتا گیا۔ آخرکار منٹو کی قسمت نے یاوری کی اور ہفتہ وار 'مصور' کے مالک نذیر لدھیانوی نے انہیں ممبئی آنے کی دعوت دی۔ اس طرح نذیر لدھیانوی کے توسط سے فلم نگری ممبئی میں منٹو کا داخلہ ہوا۔

شروعاتی دور میں منٹو نے 'مصور' میں ۶۰ روپئے ماہانہ پر ملازمت کی۔ ممبئی میں قیام کے لئے یہ ملازمت ان کے لئے کارآمد ثابت ہوئی۔ مصور میں تمام طرح کے مضامین شائع ہوتے تھے۔ ہیروں، ہیروئنوں اور دائریکٹروں کی خبروں کے علاوہ تازہ افسانے اور تبصرے بھی چھپتے تھے۔ منٹو نے اپنی بے باک تحریروں اور تبصروں سے فلمی صحافت میں ایک اہم مقام بنالیا۔ انہیں فلمی تحریروں اور تبصروں کے سبب فلم اسٹار اور ڈائریکٹر سعادت حسن منٹو کے نام واقف ہوئے۔ 'مصور' منٹو کی فلمی زندگی کے لئے مفید ثابت ہوا۔ اسی رسالہ کی بدولت منٹو کی رسائی اس وقت کے مشہور صحافی اور فلم نقاد بابو بھائی پٹیل تک ہوئی۔ بابو بھائی فلم سازی کے میدان میں قدم رکھنے کا عزم کررہے تھے۔ اسی دوران منٹو نے ان کے لئے ایک کہانی کا اردو میں ترجمہ کیا۔ بابو بھائی کو وہ ترجمہ بہت پسند آیا۔ جس کے بعد منٹو کی قسمت کھل گئی۔ وہ اس وقت کی مشہور فلم کمپنی 'امپیریل فلمز' میں منشی کی حیثیت سے وابستہ ہوگئے، جہاں انہوں نے مکالمہ نویسی میں اپنی صلاحیت کا جوہر بکھیرا۔ امپیریل فلمز کے مالک اردیشر ایرانی تھے جنہوں نے پہلی بولتی فلم 'عالم آراء' بنائی۔ اور اردیشر ایرانی ہی ہندوستان میں بولتی فلم کے بانی تسلیم کیے جاتے ہیں۔

امپیریل فلم کمپنی میں منٹو کو چالیس روپئے ماہانہ تنخواہ ملتی تھی جس سے منٹو خوش نہیں تھے۔ اسی وجہ سے انہوں نے ۱۹۳۸ء میں اس کمپنی کو چھوڑ دیا۔ اس کے بعد کچھ دنوں تک ہفت روزہ 'سماج' میں مدیر کی حیثیت سے کام کیا پھر اسے بھی چھوڑ کر دوبارہ مصور سے وابستہ ہوگئے جہاں وہ ۱۹۴۰ء تک رہے۔ منٹو چونکہ مستقل مزاج نہیں تھے، اس بنا پر وہ ایک جگہ پر زیادہ دنوں تک نہیں ٹھہر پاتے تھے۔ ممبئی میں قیام کے دوران کئی اخبارات اور فلم کمپنیوں میں نوکری کی۔ اخباروں میں مدیر، کالم نگار اور فلمی صحافی کی حیثیت سے تو فلم کمپنیوں میں منظر نویس، مکالمہ نویس، فیچر نویس اور

ڈرامانویس کی حیثیت سے منسلک رہے۔ان میں اہم 'فلم سٹی، سرون مووی ٹون فلم کمپنی، ہندوستان سنے ٹون کمپنی، فینس پکچرز لمیٹیڈ، فلمستان لمیٹڈ اور ممبئی ٹاکیز لمیٹیڈ وغیرہ ہیں، جس میں ۱۹۴۷ء تک ملازمت کی۔ ممبئی ٹاکیز لمیٹیڈ میں منٹو کی تنخواہ ماہانہ آٹھ سو روپے تھی۔ کمپنی میں ان کی بڑی عزت اور توقیر تھی۔ کمپنی وابستہ تمام افراد منٹو کی صلاحیت اور استعداد کے قائل تھے۔

اس دوران منٹو نے بے شمار فلمی کہانیاں، منظرنامے اور مکالمے لکھے جن میں سے چند قابل ذکر یہ ہیں: کیچڑ (مٹ) اور بنجارہ (کرشن چندر کے ہمراہ)، کسان کنیا، مجھے پاپی کہو، چل چل رے نوجوان، بیگم، نوکر، شکاری، گھمنڈ، آغوش، تو بڑا کہ میں بڑا، اسٹیل، پڑوسن، آٹھ دن اور مرزا غالب۔ 'آٹھ دن' میں منٹو نے ایک پاگل فوجی کا رول بھی ادا کیا تھا۔ 'مرزا غالب' فلم کی اسکرپٹ منٹو نے لکھی تھی، اسکرپٹ ابھی ختم ہی ہوئی تھی کہ ممبئی میں ہنگامہ برپا ہو گیا۔ حالات دن بہ دن دگرگوں ہوتے گئے ۔ روز افزوں ناسازگار ماحول کو دیکھ کر منٹو بدگمان ہو گئے اور پاکستان ہجرت کرنے کا قصد کر لیا اور ایک دن ممبئی چھوڑ کر پاکستان چلے گئے ۔منٹو کے پاکستان جانے کے بعد سہراب مودی نے راجندر سنگھ بیدی سے مکالمے لکھوا کر فلم بنائی جو باکس آفس پر ہٹ رہی اور اسے بہترین فلم کا قومی ایوارڈ بھی ملا۔

دلبرداشتہ ہو کر منٹو پاکستان تو چلے گئے مگر مرتے دم تک ممبئی ان کے دل ودماغ میں گردش کرتی رہی۔ پاکستان جانے کے بعد منٹو کو وہ مقام نہیں ملا جس کا خواب لے کر وہ وہاں گئے تھے۔ معقول تنخواہ اور مناسب ملازمت کی خاطر دربدر بھٹکے لیکن کہیں تسلی بخش ملازمت نہ مل سکی۔ اسی وجہ سے وہ ممبئی کو یاد کرتے اور کہتے کہ میں چلتا پھرتا ممبئی ہوں۔ اپنی موت سے تقریباً چار سال قبل منٹو نے ایک مضمون 'جیبِ کفن' نام سے لکھا جس میں منٹو کا درد اور ممبئی کے تئیں بے پناہ لگاؤ کا اندازہ ہوتا ہے۔ مضمون سے ایک اقتباس یہاں نقل کیا جا رہا ہے، یہ اقتباس گرچہ طویل ہے لیکن منٹو کے اضطراب اور کسک کو جاننے کے لئے ناگزیر ہے۔ اقتباس ملاحظہ ہو:

'' آج میرا دل بہت افسردہ ہے۔ ایک عجیب سا اضمحلال اس پر چھایا ہوا ہے۔ چار

ساڑھے چار برس پہلے جب میں نے اپنے دوسرے وطن بمبئی کو خیر باد کہی تھی تو میرا دل اسی طرح مغموم تھا۔ مجھے وہ جگہ چھوڑنے کا صدمہ تھا۔ جہاں میں نے اپنی زندگی کے بڑے پر مشقت دن گذارے تھے۔ اس خطۂ زمین نے مجھ ایسے آوارہ اور خاندان کے دھتکارے ہوئے انسان کو اپنے دامن میں جگہ دی تھی۔ اس نے مجھ سے کہا تھا، تم یہاں دو پیسے روزانہ پر بھی خوش رہ سکتے ہو اور دس ہزار روپے روزانہ پر بھی۔ اگر تم چاہو، تو دونوں صورتوں میں دنیا کے مغموم ترین انسان کی زندگی بسر کر سکتے ہو۔ یہاں تم جو چاہو کرو، تمہاری عیب جوئی کوئی نہیں کرے گا۔ یہاں تمہیں کوئی ناصح بھی نہیں ملے گا۔ ہر کٹھن کام تمہیں خود کرنا ہوگا۔ اپنی زندگی کا ہر اہم فیصلہ تمہیں خود ہی کرنا پڑے گا۔ تم فٹ پاتھ پر رہو۔ یا کسی عالیشان محل میں۔ اس سے مجھے کوئی سروکار نہیں۔ تم جاؤ یا رہو۔ مجھے اس سے کوئی فرق محسوس نہیں ہوگا۔ میں جہاں ہوں موجود ہوں، موجود رہوں گی۔

یہاں بارہ برس رہنے کے بعد جو کچھ میں نے سیکھا، یہ اسی کا باعث ہے کہ میں یہاں پاکستان میں موجود ہوں۔ یہاں سے کہیں اور چلا گیا تو وہاں بھی موجود رہوں گا۔ میں چلتا پھرتا بمبئی ہوں۔ جہاں بھی قیام کروں گا، وہیں میرا اپنا جہاں آباد ہو جائے گا۔

بمبئی چھوڑنے کے بعد میں افسردہ تھا۔ میرے وہاں دوست تھے۔ جن کی دوستی پر مجھے ناز ہے۔ وہاں میری شادی ہوئی۔ وہیں میرا بچہ ہوا۔ دوسرے نے بھی اپنی زندگی کا پہلا دن وہیں شروع کیا۔ میں نے وہاں چند روپیوں سے لے کر ہزاروں اور لاکھوں تک کمائے اور چرخ کیے۔ مجھے اس سے محبت تھی اور آج بھی ہے۔''

☆☆☆